جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلہ الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا

محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست ۲۰۲۳ء

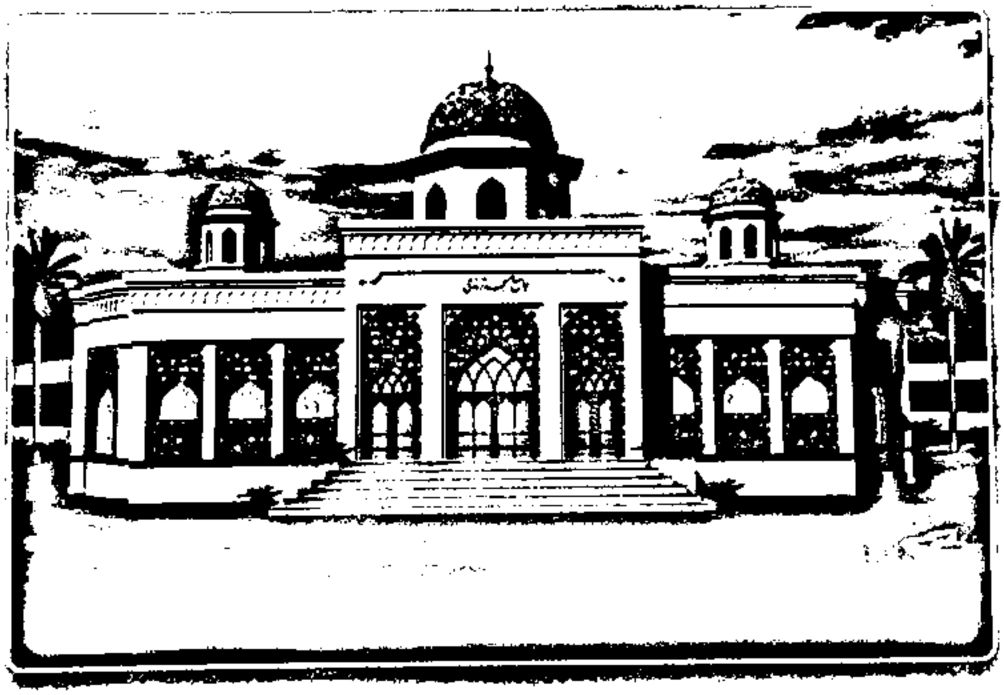

بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

فہرست

(محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست ۲۰۲۳ء)

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اے مسلمو! تم کہاں سو رہے ہو؟	مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم	3
درس قرآن کریم	مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم	9
درس حدیث	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ	11
ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ	مولانا محمد صدیق حفظہ اللہ تعالیٰ	13
حقوق العباد سے متعلق اہم مضمون	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ	15
قرآن مجید، حدیث وفقہ کی تدریس اور عصری تقاضے	مولانا محمد زاہد انور	25
اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور مال و دولت	عبدالناصر ترمذی	33
نقوش وتاثرات فقیہ العصر مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ	مفتی محمد حنیف خالد مدظلہم	37
تواریخ وفات مولانا محمد میاں صدیقی	ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی زیدمجدہم	46
تعارف کتب	مولانا عبدالصمد ساجد	47
اخبار الجامعہ	مولانا عبدالعظیم العمری	52
وفیات	ادارہ	56

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

خط وکتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فائز پرنٹنگ پریس سرگودھا
کمپوزر: حافظ سید عبدالغفور ترمذی برائے رابطہ: 0304-7310038، 048-6786999
E-mail-alhaqqania@yahoo.com web-www.alhaqqania.org

حقوق العباد سے متعلق اہم مضمون

العذر و النذر

از

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تقدیم

از: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ: گزارش آنکہ یہ "العذر والنذر" کے نام سے حضرت اقدس حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا ایک مضمون ہے جس میں آپ نے اہل حقوق سے معذرت کا اعلان فرما کر اس کی عام اشاعت فرمائی۔ حضرت قدس سرہ نے یہ مضمون ۲۰ ر رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ کو تحریر فرمایا اور شوال المکرم ۱۳۴۴ھ کے ماہنامہ "النور" ص ۲ تا ص ۶ شائع ہوا۔

احقر کو اس کا تعارف سب سے پہلے حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کے ذریعہ ہوا، انہوں نے اپنے بچپن کی ابتدائی بیاض میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے، جس کا آغاز ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء میں ہوا تھا۔ بعد میں یہ مضمون "اشرف السوانح" میں بھی پڑھا، اور اصل رسالہ "النور" بابت شوال المکرم ۱۳۴۴ھ میں بھی بار ہا پڑھنے اور استفادہ کرنے کا موقع ملتا رہا، اور ایک سے زائد مرتبہ اس کا خلاصہ اور آخر میں تحریر فرمودہ اشعار اپنے بیانات اور نجی مجالس میں اکثر پڑھنے کا سلسلہ جاری رہا، جو تا ہنوز جاری ہے۔

حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے اس گرانقدر، نہایت اہم و ضروری، نافع و انفع اور واجب الاتباع مضمون مبارک کی اہمیت و ضرورت کا تقاضہ ہے کہ اسے حرز جاں بنا کر زیادہ سے زیادہ

اس کی اشاعت کی جائے تاکہ پڑھنے والوں کو اپنی زندگی کی کوتاہیوں کی تلافی اور حقوق العباد کی ادائیگی یا معاف کرانے کی طرف توجہ ہو جائے، اس طرح اس جہانِ فانی اور حیات ناپائیدار میں ہی حقوق العباد کا معاملہ صاف ہو اور آخرت کے مؤاخذہ اور شرمندگی سے حفاظت ہو جائے۔

حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ کے ہاں حقوق العباد، صفائی معاملات اور حسنِ معاشرت کی جو عظمت اور اہمیت تھی وہ آپ کی تعلیمات، کتب ورسائل، مواعظ، اور عملی زندگی سے واضح ہے، رسالہ ''العذر والنذر'' اس کی ایک عملی صورت اور زندہ مثال ہے، تمام تر عظمتیں اور علمی وعملی کمالات اور تربیت وارشاد کے عظیم منصب پر فائز ہونے، نیز جامع شریعت وطریقت ہونے کے باوجود حقوق العباد کا یہ اہتمام بلاشبہ آپ کے مرتبہ اور مقام للّٰہیت، خوف خدا، تواضع، عاجزی، مسکنت جیسی صفات اور کمالات ظاہرہ وباطنہ پر کامل شاہد ہے، ان فی ذٰلك لذکریٰ لمن کان له قلب اوالقی السمع وھو شھید۔

حضرت قدس سرہ نے اس میں معذرت قبول نہ کرنے پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے، یہ آپ کی شانِ تجدید پر دال اور عام مسلمانوں کے لیے واجب الاعتناء ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور آخرت کے مؤاخذہ سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

احقر یہ مضمون صرف حکایۃً ہی نہیں بلکہ انشاءً شائع کر رہا ہے، اور قارئین کرام اور اہل علم سے بھی یہی درخواست ہے کہ وہ اسے محض حکایت کے طور پر نہیں بلکہ انشاءً شائع فرمائیں، اس طرح اس کا دائرہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہوگا اور نفع بھی کہیں سے کہیں بڑھ جائے گا، واللہ الموفق۔

عجیب بات یہ کہ آج اس مضمون کی عمر پورے سو سال ہو چکی ہے، لیکن اس کی ضرورت آج بھی سو سال پہلے سے بھی کہیں زیادہ ہے، کما لا یخفیٰ علی ارباب النہیٰ۔ فقط

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ/۲۰ اپریل ۲۰۲۲ء

(معذرت از اشرف علی بخدمت اہل حقوق)

العذر و النذر[1]

از اشرف علی تھانوی (پورا پتہ مضمون کے ختم پر ہے)

(استدعاء) خود بھی ملاحظہ فرمایئے اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی دکھلا کر ثواب لیجئے، میری حیات میں بھی اور بعد حیات بھی خصوص ختم کے قریب کا خلاصہ مضمون نظم تک۔

بعد الحمد و الصلوۃ: باعث اس تحریر کا یہ ہے کہ راقم کی عمر اس وقت ساٹھ ستر برس کے تقریبی[2] وسط میں ہے جو حدیث کی رو سے امت محمدیہ کی عمر کا باعتبار اکثر کے گویا اختتام ہے[3] اور ایسے وقت میں دوسرے اوقات سے بہت زیادہ تیاری آخرت کی ضرورت ہے، اور یہ تیاری بعد ایمان کے اعمال کی درستی ہے اور ان اعمال میں سب سے زیادہ اہم حقوق العباد کے جمیع انواع کی صفائی ہے اور اس صفائی کی صرف دو صورتیں ہیں ایک ادا، دوسرا طلب ابراء۔

....

(۱) ماخوذ من قوله تعالیٰ فی المرسلات بمعنیٰ المعذرة والتوبة ای من المتکلم و بمعنیٰ الانذار مبنیاً للمفعول حاصله الخوف ای للمتکلم ان لم یعتذر وللمخاطب ان لم یقبل۔ ۱۲ منه

(۲) تقریبی اس لیے کہا گیا کہ تحقیقی وسط میں پورے ساڑھے چھ مہینے کی کمی باقی ہے، لان ولادتی فی خامس ربیع الثانی ۱۲۸۰ ھجری۔

(۳) عن أبی هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عمر أمتی من ستين سنة إلى سبعين سنة: هذا حديث حسن غريب من حديث أبی صالح، عن أبی هريرة، وقد روی من غير وجه عن أبی هريرة (سنن الترمذی باب ما جاء فی فناء أعمار هذه الأمة ما بين الستين إلى السبعين 4/566 ط مطبعة مصطفى البابی الحلبی مصر)

عن أبی هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أعمار أمتی ما بين الستين إلى السبعين، وأقلهم من يجوز ذلك (سنن ابن ماجه باب الأمل والأجل 5/311 ط دار الرسالة العالمية)

اور بحمد اللہ حقوق قابل ادا میں تو عمداً کبھی کوتاہی نہیں کی گئی، البتہ حقوق قابل ابراء میں طلب ابراء یعنی اہل حقوق سے معافی چاہنے میں کوتاہی یقیناً رہی اور غالباً یہ ابتلاء قریب قریب بہت عام ہے مگر اس میں عموم ابتلاء سے شرعاً رخصت نہیں ہو سکتی اس لیے واجب ہوا کہ اس فریضہ کو اہتمام سے ادا کیا جاوے جس کے دو طریق ہیں، ایک سب اہل حقوق سے فرداً فرداً خاص خطاب سے زبانی یا تحریری معروض کرنا۔ دوسرے خطابِ عام سے معذرت و معافی کی درخواست کرنا، اول بچند وجوہ دشواری سے خالی نہیں۔

اول: سب اہل حقوق کا یاد نہ ہونا۔ دوم: ان سب سے ملاقات نہ ہو سکنا، یا ان کا پتہ معلوم نہ ہونا۔ سوم: ہر شخص کے ملاقات کے وقت اس کا استحضار نہ رہنا۔ چہارم: بعض عوارض کے سبب سفر سے معذور ہو جانا۔ پنجم: ایسے اہتمام بلیغ سے ہمت کا قاصر ہونا، اس لیے دوسرا طریق جو سہل تھا اختیار کر کے اس کے متعلق مضمونِ ذیل شائع کرتا ہوں، جس کا حاصل ان حضرات سے خطاب عام ہے جن کے حقوق مجھ سے عمداً یا خطاءً ضائع ہوئے ہیں اور اس خطاب میں ترتیب وار چند اجزاء ہوں گے اور چونکہ یہ خطاب میرے حق میں اور اس خطاب پر توجہ فرمانا مخاطبین کے حق میں شرعاً مامور بہ ہے، اس لیے خطاب کے قبل چند احادیث کا ترجمہ جو اس باب سے متعلق ہیں نقل کرتا ہوں، اس کے بعد وہ خطاب مرتباً پیش کروں گا، وباللہ التوفیق۔

احادیث کا ترجمہ

اول: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس کے ذمہ کسی (مسلمان یا انسان) بھائی کا کچھ حق ہو، اس کی آبرو کے متعلق یا اور کسی قسم کا وہ اس سے آج معاف کرا لے، ایسے وقت سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار ہوگا نہ درہم ہوگا، اگر اس کے پاس کچھ عمل صالح ہوگا تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے کر صاحب حق کو دیدیا جاوے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے فریق کے

گناہ لے کر اس پر لاد دیے جاویں گے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے (مشکوۃ باب الظلم)(۱)

دوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص تھا جو لوگوں کو ادھار چیز دیتا تھا اور اپنے ملازم سے کہہ دیتا تھا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو اس کو معاف کر دیا کرو، شاید اللہ تعالیٰ ہم کو (اپنے حقوق) معاف فرمادے۔ جب وہ (مرکر) خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ (مشکوۃ باب الافلاس)(۲)

سوم: حضرت جودان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے، اس پر ایسا گناہ ہوگا جیسا ظلم سے محصول لینے والے پر ہوتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداود نے

....

(۱)وعن أبی هريرة رضی الله عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم،إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم تكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه(مشكاة المصابيح كتاب الآداب باب الظلم4/153ط مكتبة البشرى كراتشى باكستان)
(صحيح البخارى باب من كانت له مظلمة عند الرجل الخ3/129ط دار طوق النجاة)
عن أبی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:من كانت عنده مظلمة لأخيه من عرضه وماله فليستحله اليوم قبل أن يأخذه به حين لا دينار ولا درهم فإن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته،فإن لم يكن أخذ من سيئات صاحبه فجعلت عليه۔(صحيح ابن حبان ذكر أخذ المظلوم فی القيامة حسنات من ظلمه فی الدنيا 16/361،362ط مؤسسة الرسالة، بيروت)
(۲)وعن أبی هريرة رضی الله عنه أن النبی صلى الله عليه وسلم قال:كان رجل يداين الناس فكان يقول لفتاه:إذا أتيت معسرا تجاوز عنه لعل الله أن يتجاوز عنا قال:فلقی الله فتجاوز عنه متفق عليه(مشكاة المصابيح باب الافلاس والانظار3/123ط مكتبة البشرى كراتشى باكستان)
صحيح البخارى باب من أنظر معسرا، 3/58ط دار طوق النجاة
صحيح مسلم باب فضل إنظار المعسر، 3/1196دار إحياء التراث العربی بيروت

مراسیل میں اور ابن ماجہ نے دو جید اسنادوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص معذرت کرے اپنے بھائی سے اور وہ اس کو قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ آنے پاوے گا۔ (ترغیب وترہیب)(۱)

چہارم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منجملہ کفارہ غیبت کے یہ بھی ہے کہ تم نے جس کی غیبت کی اس کے لیے استغفار کیا کرو (یعنی) اس طرح کہے کہ اے اللہ ہماری اور اس شخص کی مغفرت فرما، روایت کیا اس کو بیہقی نے ''دعوات کبیر'' میں اور کہا کہ اس کی اسناد میں کچھ ضعف ہے۔ (جو ایسے ابواب میں مضر نہیں)۔ (مشکوۃ)(۲)

پنجم: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ قطع تعلق کردے۔ اس طرح سے کہ دونوں کا آمنا سامنا ہو جاوے اور یہ اس سے منہ پھیر لے اور وہ

....

(۱)وعن جودان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اعتذر إلی أخیه المسلم فلم یقبل منه کان علیه ما علی صاحب مکس رواه أبو داود فی المراسیل وابن ماجة بإسنادین جیدین إلا أنه قال کان علیه مثل خطیئة صاحب مکس .....وفی روایة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من تنصل إلیه فلم یقبل لم یرد علی الحوض(الترغیب والترهیب الترهیب أن یعتذر إلی المرء أخوه فلا یقبل عذره 3/322ط دار الکتب العلمیة بیروت)

المراسیل لابی داود باب فی الملاحم 1/351ط مؤسسة الرسالة بیروت۔

سنن ابن ماجه باب المعاذیر4/665ط دار الرسالة العالمیة۔

(۲)عن أنس بن مالك،قال:قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:إن من کفارة الغیبة أن تستغفر لمن اغتبته،تقول:اللهم اغفر لنا وله۔فی هذا الإسناد ضعف، والله أعلم(الدعوت الکبیر باب ما یقول إذا جری علی لسانه غیبة2/213ط غراس للنشر والتوزیع الکویت)

مشکاة المصابیح باب حفظ اللسان والغیبة والشتم4/94ط مکتبة البشری کراتشی۔

اس سے منہ پھیر لے اور ان دونوں میں وہ اچھا ہے جو پہلے سلام کرے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ (مشکوٰۃ باب ما ینھی عنہ من التھاجر)(۳)

اجزاء خطاب ترتیب وار

(ا) حدیث اول کی بنا پر یہ احقر، افقر، اذل، ارذل کام کا آکشف نام کا اشرف تمام ان حضرات کی خدمت میں جن کا کوئی حق میرے ذمہ ہو، خواہ وہ حق مالی ہو (جس کا احتمال ضعیف وقلیل ہے، بجز ایک حق کے کہ بعض خطوط میں جواب کے لیے ٹکٹ آتے ہیں اور کاتب کا پورا پتہ نہیں ہوتا، انتظار کے بعد میں ان ٹکٹوں کو مصارف لقطہ میں صرف کر دیتا ہوں، مگر نیت ہے کہ اگر ٹکٹ والے اُس صرف کرنے کو جائز نہ رکھیں تو ٹکٹ مجھ سے لے لیں حاضر کروں گا، یا اس کے علاوہ کوئی اور حق ہو جو مجھ کو یاد نہ ہو اس کے ادا کرنے کے لیے بھی حاضر ہوں اور ہر حال میں یہ شرط ہے کہ مدعی کا صدق میرے دل کو لگ جاوے) اور خواہ وہ

....

(ا)عن أبي أيوب الأنصاري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذي يبدأ بالسلام۔ متفق عليه (مشكاة المصابيح، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع الخ 4/132 ط مكتبة البشرى كراتشي)

صحيح الامام البخاري باب الهجرة 8/21 ط دار طوق النجاة۔

صحيح الامام مسلم، باب تحريم الهجر فوق ثلاث الخ 4/1988 ط دار إحياء التراث بيروت۔

عن أبي هريرة، أن النبي ﷺ قال: لا يحل لمؤمن أن يهجر مؤمنا فوق ثلاث، فإن مرت به ثلاث، فليلقه فليسلم عليه، فإن رد عليه السلام فقد اشتركا في الأجر، وإن لم يرد عليه فقد باء بالإثم زاد أحمد وخرج المسلم من الهجرة (سنن ابي داود 4/279 ط المكتبة العصرية، بيروت)

عن هشام بن عامر، انه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لمسلم ان يهجر مسلما فوق ثلاث ليال فانهما ناكبان عن الحق، ماداما على صرامهما، واولهما فيئا يكون سبقه بالفيء كفارة له، وان سلم فلم يقبل ورد عليه سلامه، ردت عليه الملائكة، ورد على الآخر الشيطان، وان ماتا على صرامهما لم يدخلا الجنة جميعاً ابداً۔ (مسند الامام احمد بن حنبل حديث هشام بن عامر الانصاري 26/190 ط موسسة الرسالة بيروت)

حق غیر مالی ہو جیسے کسی کو ناحق کچھ کہہ لیا ہو، خواہ روبرو یا پسِ پشت اور خواہ ابتداءً ایسا ہوا ہو یا انتقام میں حدِ مساوات سے تجاوز ہو گیا ہو، یا کسی کو ناحق بدنی ایذا پہنچائی ہو (اور ایسے غیر مالی حقوق کا احتمال قوی اور کثیر ہے) ان سب اہل حقوق کی خدمت میں دست بستہ نہایت لجاجت وسماجت سے درخواست کرتا ہے کہ ان حقوق کا خواہ مجھ سے عوض لے لیں بشرطیکہ مدعی کا صدق میرے دل کو لگ جاوے اور خواہ حسبۃً للہ معاف فرمادیں، میں دونوں حالتوں میں ان کا شکر گزار ہوں گا کہ مجھ کو محاسبہ آخرت سے بری فرمایا اور معافی کی صورت میں دعا بھی کرتا رہوں گا کہ میرے ساتھ مزید احسان فرمایا۔

(۲) اور حدیث دوم کی بناء پر بامید عفوِ خداوندی میں اپنے حقوق غیر مالیہ جو کسی کے ذمہ ہوں بلا استثناء سب کو معاف کرتا ہوں (اور اس قسم کا اعلان اس کے قبل بھی زمانہ تحریکات میں کر چکا ہوں) اور حقوق مالیہ میں غیر مستطیع کو اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے خاص طور پر گفتگو کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی سبیل سہل نکال دوں گا خواہ معافی، خواہ تخفیف، خواہ مہلت یا اور کچھ۔

(۳) اور حدیث سوم کی بنا پر جو حضرات باوجود میری لجاجت وسماجت کے عذر قبول نہ فرمادیں، ان سے خیر خواہانہ عرض کرتا ہوں کہ معذرت کرنے پر معاف نہ کرنے کی وعید کو اپنے اوپر لینا نہایت سخت خطرناک ہے، چنانچہ ظلم سے محصول لینے والے کا سا گناہ ہونا اور حوض کوثر سے محرومی کوئی معمولی بات نہیں، اللہ تعالیٰ سب کو اس وعید کا مورد بننے سے محفوظ رکھے، علاوہ اس کے آپ پر بھی تو بہت سے حقوق ہیں، خلائق کے بھی خالق کے بھی، اگر وہ معاف نہ کیے جاویں تو کیا حشر ہو اور خود اپنا حق معاف کر دینے سے آپ کے لیے بھی معافی کی امید ہے، جیسا حدیث دوم میں گزرا۔

(۴) اور حدیث چہارم کی بنا پر اس احتمال سے کہ شاید بعض حضرات نے اپنے حقوق مجھ کو معاف نہ کیے ہوں گو وہ اس فعل سے محل وعید مذکور حدیث سوم ہو گئے ہوں، مگر

میں ان کے لیے اپنے ساتھ استغفار ہی کرتا رہوں گا کیونکہ اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرماوے اور اس عمل کو میرے لیے کفارہ اور اہل حقوق کے لیے اس استغفار کو قبول فرماوے۔

(۵) اور حدیث پنجم کی بنا پر اپنے لیے بھی اور اپنے ظالموں کے لیے بھی اور اپنے مظلوموں کے لیے بھی مشترکا مسئلہ کی تحقیق کرتا ہوں کہ کسی کی خطا معاف کر دینے پر اور عذر قبول کر لینے پر یہ لازم نہیں کہ اس سے دوستی و خصوصیت بھی رکھے۔ بعض اوقات اس پر قدرت نہیں ہوتی اور بعض اوقات بعد تجربہ کے اس میں مصلحت نہیں ہوتی، البتہ اتنا ضرور ہے کہ اگر اتفاق سے ملاقات ہو جاوے تو باہم سلام کر لیں اور اگر ایک کی طرف سے کوئی ضروری بات چیت ہو تو دوسرا اس کا مناسب جواب دیدے گو مختصر ہی اور اگر ضرورت سے زیادہ بات چیت کا سلسلہ ہونے لگے جس سے بے تکلفی پیدا کرنے کا احتمال ہو تو نرمی سے عذر کر دے، اس حدیث کے حاشیہ پر ''لمعات'' میں سیوطی کے حاشیہ علی المؤطا سے ایسا ہی مضمون نقل کیا ہے، بقولہ: ومن خاف من مكالمة احدوصلته مايفسدعليه دينه ويدخل مضرة فى دنياه يجوزله مجانبته والبعدعنه ورب هجر جميل خيرمن مخالطة مؤذية۔

اور جس سے دین کے سبب قطع تعلق کیا ہو وہ اس حدیث سے مستثنیٰ ہے، حاشیہ مذکورہ میں اس کی بھی تصریح ہے، من قولہ: المراد حرمة الهجران الى قوله واماماكان من جهة الدين والمذهب فهجران اهل البدع والاهواء واجب الى وقت ظهور التوبة۔

خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے واسطے اہل حقوق میری حیات تک تو خواہ اپنے گزشتہ (۱)

(۱) یعنی اس تحریر کے وقت سے قبل کے بھی اور بعد کے بھی اگر بعد میں صادر ہو جاویں۔ ۱۲ منہ

اور آئندہ حقوق معاف فرمادیں، خواہ شرعی طریق اور شرائط پر اس کا عوض بالمثل لے لیں اور حیات کے بعد معاف ہی فرمادیں، اسی مضمون کو مختصراً ایک رسالہ سے نظم میں عرض کرتا ہوں

(۱) کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو
بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام
نہ رکھے قیامت کے دن پر یہ کام
کہ خجلت بروز قیامت نہ ہو
خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

اب آخر میں ناظرین سے اس دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قبل سفر آخرت تمام حقوق و مظالم سے اداءً یا ابراءً سبکدوش فرماوے اور ایمان پر خاتمہ فرماوے۔ اور آخرت میں ہر قسم کے مؤاخذہ سے محفوظ فرماوے۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا۔

کتبہ اشرف علی
لعشرین من رمضان ۱۳۴۴ھ
مقام تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

(۱) ھذا الشعر کالہ ترجمة لخطابه صلی الله علیه وسلم العام قرب وفاته المروی فی اوائل الکتب القصاص من کنز العمال المجلد السابع ص ۲۸۴، حیدرآباد مع مجمع البحار بمادة خلوف فهذه الاشاعة اتباع للسنة الخاصة ایضاً ولله الحمد۔ ۱۲ منه